فیضی کی شاعری پر
دینِ الٰہی کا پرتو

عظیم ھندوستان جو آج مختلف ممالک کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر موجود ہے کم و بیش تین سو برس تک مغل حکمرانوں کے زیرنگین رہا ہے۔ بابر کے ورود ھندوستان سے لیکر مغل حکومت کے زوال تک اس ترکی النسل خاندان کے حکمرانوں نے حرب و ضرب، تہذیب و تمدن اور علم و ادب کے میدانوں میں جو یادگاریں باقی چھوڑی ہیں وہ سینکڑوں برس گزر جانے کے باوجود بھی ناقابلِ فراموش ہیں۔ مجموعی طور پر مغل حکمرانوں کی جرأتمندی، بیباکی، جلال پسندی، کشورکشائی، جمال آفرینی، رعیت پروری، علم دوستی، ادب نوازی اور اس قبیل کی متعدد خوبیوں اور صلاحیتوں کے پیشِ نظر یہی کہا جا سکتا ہے کہ مغل فرمانروا حکمرانی کے حقدار تھے۔

ڈاکٹر محمد شفیع خان

Scanned with CamScanner

اکبر مغل دور کا وہ باصلاحیت، بہادر، عوام پرور اور خوش نصیب حکمران گزرا ہے جس کے نام سے نہ صرف مشرق و مغرب کے عوام و خواص واقف ہیں بلکہ اس کے کارناموں کو دیکھ کر آج بھی بڑے بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند حیرت زدہ اور دھنگ رہ جاتے ہیں۔ اکبر جلال پسند تھا اور جمال پرست بھی۔ اس نے میدان و مقتل کے شہسواروں اور دلیروں کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی بلند قامت ہستیوں اور دیگر علوم و فنون کے ممتاز ماہروں اور ہنرمندوں کی حوصلہ افزائی اور قدردانی میں ہمیشہ فراخ دلی کا اظہار کیا ہے۔ اکبر کا حلقۂ دربار جید مذہبی علمأ نہایت ہی ذہین و فطین عقلا اور جادو قلم ادبأ و شعراء سے بارونق رہتا تھا۔

شیخ فیضی دربار اکبری کی ان نابغہ روزگار شخصیتوں میں سے ایک تھا جن کی علمی استعداد اور فنی معراج کے چرچے ہر طرف پھیل گئے تھے۔ فیضی کے قلم اور کلام کی سحر طرازیوں کا اعتراف علم و ادب کے بڑے بڑے ماہرین کو ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی جو فیضی کی تنقید و تنقیص کرتے وقت نہایت ہی تلخ لہجہ اختیار کرتا ہے، بھی اس کی علمی استعداد اور ادبی کمال کا اقرار کرتا ہے۔ بدایونی یوں رقمطراز ہے:

"ملک الشعرأ شیخ فیضی در فنون جزئیہ از شعر و معما و عروض و قافیہ و تاریخ و لغت و طب و انشاء عدیل روزگار نداشت"[۱]

علامہ شبلی نعمانی فیضی کے شاعرانہ مقام کے بارے میں یوں رطب البیان ہیں:

"شاعری فارسی در مدت مدید ششصد سال در هندوستان دو شخص پدید آورده۔ که خود اهل زبان یعنی گویندگان ایران هم ناچار شده آنها را تصدیق و قبول نمایند و آن دو یکی خسرو و دیگر فیضی است"[۲]

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ جو فیضی کی فکری نہج سے شدید اختلاف رکھتے ہیں، بھی اپنی تصنیف "هندوستانی مسلمان ۔ ایک تاریخی جائزہ" میں فیضی کو ایک بلند پایہ فارسی شاعر تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"........ فیضی اپنی شاعری میں اساتذۂ ایران کی ممتاز صف میں جگہ پانے کا مستحق ہے.........."[۳]

فیضی کو عربی، فارسی، سنسکرت اور ترکی کے علاوہ اردو پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ "سواطع الالہام" کے نام سے جو تفسیر غیر منقوطہ فیضی نے عربی زبان میں لکھی ہے وہ فیضی کی عربی زبان اور اسلامی علوم سے اس کی واقفیت کا بین ثبوت ہے۔ فیضی ترجمہ کاری میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اس نابغہ روزگار کی جامع شخصیت کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر اور مضبوط گرفت ہونے کے بعد ہی اس کی شاعری کا محاکمہ امکان پذیر ہو سکتا۔ اکبر نے غزالی مشہدی کے بعد فیضی کو ہی ملک الشعرأ کے خطاب اور ذمہ داریوں سے نوازا۔ فیضی اپنی کثیر الجہتی بلکہ ہمہ جہتی کے باعث ہی اپنے دور بلکہ بعد کے ادوار میں بھی متنازعہ رہا ہے۔ یہی رنگ اسے اپنے ہمعصر شعرأ کی صف میں جداگانہ پہچان عطا کرتا ہے۔ اس نے مغل عہد کا جو دور دیکھا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس دور میں جہاں جغرافیائی سرحدیں پھیلتی بڑھتی رہیں، معاشرتی اور سیاسی منظر نامے کا رنگ بدلتا رہا۔ وہاں دینی اور مذہبی نوعیت کی تبدیلیاں، جدتیں اور بدعتیں بھی رونما ہوتی رہیں۔

فیضی کی شاعری میں کئی رجحانات نمایاں طور پر ابھرتے ہیں۔ زیر بحث مقالے کے تقاضوں اور حد بندیوں کے پیش نظر یہاں ان سب رجحانات کو فیضی کی شاعری کے داخلی شواہد کے ساتھ پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔ فیضی نے جس

Scanned with CamScanner

موضوع کو چھوا اس میں شعری جاذبیت اور حلاوت حلول کر گئی۔ اس کے مطالعے اور مشاہدے میں جو بھی واقعہ آیا وہ شعری قالب میں ڈھلتا رہا۔ ان واقعات میں اکبر کی فتوحات، مہمات اور رزم و بزم کی ہنگامہ آرائیاں اور رنگینیاں موجود ہیں۔ فیضی کے قصائد میں محض مدح و ستائش کا ہی عنصر غالب نہیں بلکہ اس کے قصائد میں اکبر کے مفتوحہ علاقوں جن میں گجرات، کشمیر، کابل اور دیگر علاقے شامل ہیں، کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، جغرافیائی اور تاریخی حالات کی آئینہ داری بھی ملتی ہے۔ اس نوع کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بروزگار نشاطش کسی نمی بیند
فراق دیدہ اسیران عشق را غمگین
بآن رسیدہ زجودش غنا کہ نتوان یافت
نصیبہ بخشی و جبر زکات را مسکین

★

امین عدل تو بر نقد ہفت گنج امان
امان عہد تو بر مخزن دو کون امین

★

خوشا رسیدن سلطان عاقبت محمود
بفتح پور پس از فتح کابل و غزنین

★

زمین ہند برآراست چون پر طاؤس
ز در کشادن گنج و ز بستن[٣] آذین

★

Scanned with CamScanner

بہار عیش شد و باغ آرزو گل کرد
بیار می کہ شہنشاہ فتح کابل کرد
زھی خدای مجازی کہ بہر عالمیان
ز رزق راتبہ غیب را تکفل کرد

★

اکبر نے جب گجرات کے سینے پر اپنا پرچم بلند کیا تو فیضی نے اس ہیجان انگیز کیفیت کو اس طرح شعری لباس پہنا کر جاذب توجہ بنایا ہے

مژدہ کز گجرات شاہنشاہ دوران می رسد
ابر گوھر بار از دریای عمان می رسد

★

غلغلی افتادہ از ہفت آسمان در شش جہت
کافتخار پنج حس و چار ارکان می رسد
ھر کرا رنجی است در عالم براحت می کشد
ھر کرا دردیست از گردون بدرمان می رسد

★

فیضی جب اکبر کے ساتھ وارد کشمیر ہوا تو اس کی زبان خامہ سے یوں درفشانی ہونے لگی ہے

ھزار قافلہ شوق میکند شبگیر
کہ بار عیش گشاید بہ عرصہ کشمیر
تبارک اللہ ازان عرصہ ای کہ دیدن او
ورق نگار خیالست و نقشبند ضمیر

Scanned with CamScanner

غبار او بعنوان خواند چشم را دارو
گیاه او بعنوان گفت روح را اکسیر
دیار دلکش کشمیر را مسخر کرد
بدان صفت که سلیمان پری کند تسخیر

★

فیضیؔ کی غزلوں کی فضا زیادہ ہی حال آور ہے۔ اس کے یہاں جو تغزل موجود ہے اس میں دعوت استغراق پنہاں ہے۔ فیضیؔ کے عشق کی واردات میں عشق کے ہر کوچہ گرد کو اپنی ذاتی روداد کا عکس نظر آتا ہے اس کی غزلوں میں بے پناہ گہرائی موجود ہے۔ فیضیؔ کے چند غزلیہ اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ؎

حریف بادہ کجا عاشق خراب کجا
جنون عشق کجا تشنۂ شراب کجا
رسید یار و من فتادہ ناتوان ایدل
طپیدن تو کجا رفت و اضطراب کجا

★

قاصد یا تو چہ گوئیم زحال دل خویش
یار با ماست چہ حاجت پیامست اینجا

★

ای کہ از بادیۂ عشق خبر می پرسی
پای بردار کہ کونین دو گامست اینجا

★

فیضیؔ کی خیال آفرینی اور جادو بیانی کا اندازہ مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی ہو سکتا ہے ؎

ردای باد صبا کہ بہر تار موی او بستم
بصد ہزار گرہ رشتۂ تمنا را

★

برق استغنا نیفتد جز بہ دلہای خراب
آری این آتش نسوزد ہر خس و خاشاک را

★

از خون مشوی جیب و کنار شہید عشق
کین داغ تازہ بال و پر آرای بسمل است

★

عشق و محبت کے شعری تجربوں کی بات تو در کنار فیضیؔ تصوف، فلسفہ، منطق اور دوسرے علوم کے اسرار و رموز کو بھی شعری حلاوت سے رسیلا بنا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار اس مسلمہ حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں ؎

بگریز کہ دوران فلک عربدہ خیز است
آئین حریفان ہمہ کجدار و مریز است

★

خاک بیزان رہ فقر بجائی زدند
گوئی این طایفہ اینجا گہر یافتہ اند

★

کس نمی گوید کہ یارم از منزل اول خبری
صد بیاباں بگذشت و دگری در پیش است

فیضیؔ کی شاعری میں ان دو اہم تاریخی واقعات کا پرتو تلاش کرنا ضروری ہے جن سے نہ صرف فیضیؔ کے سامنے سوالیہ نشان لگ گیا بلکہ ملت اسلامیہ کے کاروان کا دھارا بھی بدل گیا۔ ان دو تاریخی واقعات میں پہلا واقعہ اکبر کا "صلح کل" اور دوسرا "دین الٰہی" ہے۔ اکبر نے مسند حکومت سنبھالنے کے ساتھ ہی "صلح کل" کی پالیسی اختیار کی۔ صلح کل اکبر کی حکومت کا سیاسی پہلو تھا۔ اس طرح اس نے مختلف مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے با اثر افراد کو امور مملکت کی انجام دہی میں یکساں طور شامل کیا۔ "صلح کل" کے ذریعہ وہ اپنی سلطنت کا دامن وسیع سے وسیع تر کرنے کے علاوہ ہر قسم کی طبقاتی شورشوں اور یورشوں کا قلع قمع کرنا چاہتا تھا۔ "صلح کل" نے معاصر معاشرے کے ہر پہلو پر اپنے اثرات مرتب کئے۔ "رود کوثر" کا مصنف شیخ محمد اکرام "صلح کل" کے پس منظر اور پیش منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جہاں تک مختلف مذاہب کے ساتھ رواداری اور سب طبقوں کو حکومت میں حصہ دینے کا تعلق ہے فاتح سندھ محمد بن قاسم نے اس پر پوری طرح عمل کیا۔ کشمیر میں سلطان زین العابدین کا عہد حکومت طریقہ "صلح کل" کے لیے یادگار ہے۔ فرق صرف کمی اور بیشی کا تھا۔ بلاشبہ اکبر نے اسے بڑی وسعت دی اور اپنی حکومت کے آغاز سے اس پر عمل پیرا ہوا .... یہ صحیح ہے کہ "صلح کل" کی پالیسی سے مسلمانوں کو نظام حکومت میں جو اہمیت حاصل تھی اس میں کسی قدر کمی ہوگئی .... اس سے بعض پیچیدگیاں

بڑھیں اور ہندوؤں نے اطراف ملک میں اس پالیسی کا جس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اس کا ذکر ہم آگے کریں گے...... ؎

دوسرا اور اہم ترین واقعہ اکبر کا "دین الٰہی" تھا۔ مغل عہد کے اس کشور کشا رعیت پرور، ادب نواز اور کامیاب منتظم مملکت کی جملہ خوبیاں "دین الٰہی" کی دھندلاہٹ میں اپنی رونق اور افادیت کھو بیٹھیں۔ یہ روش ملت اسلامیہ کے پرعزم اور تیز رفتار کاروان کے راستے میں سدراہ بن گئی۔ اس الحادی روش کے پیچھے اکبر کی کم علمی، سرکش طبیعت اور حقیقی دین فہمی سے اس کی محرومی کے علاوہ تملق پسند علما اور چاپلوس ارکان دربار کی کج فکری کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ مشیروں کی حق پوشی اور تعاون علی الاثم والعدوان نے اکبر کی حوصلہ افزائی کی جس کے نتیجے میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک بڑا دھچکا لگا۔ یہ دھچکا اتنا شدید اور سنگین تھا کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی برصغیر کے مسلمان اب بھی عذاب و عتاب کی ایک المناک صورت حال میں تلملا رہے ہیں۔ "دین الٰہی" کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں مندرجہ ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے:

"...............The heresy is related to earlier Alfi heretical movements in Indian Islam.................... implying the need for the reorientation of faith at the end of the first millennium of the advent of the Prophet". ۵

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ دربار اکبری کے فرض ناشناس علما اور دانش مندوں کی دسیسہ کاریوں کے نتیجے میں اس تاریخی سانحہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" اگر یہ دونوں عنصر (یعنی راست فکر علما اور بے لوث مصلح کار) اکبر اور اس کی سلطنت کو میسر آجاتے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ

Scanned with CamScanner

سلطنت مشرق میں حمایت اسلام اور خدمت دین کا وہی کردار ادا کرتی جو مغرب میں آل عثمان کی سلطنت نے کیا .... لیکن یہ بڑی بدقسمتی تھی کہ اکبر کو (........) ان دونوں جماعتوں میں سے جو عنصر ملا وہ اتنا ہی نہیں کہ وہ اس معیار پر نہیں اترتا تھا بلکہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ میں خدمت کی بجائے بدخدمتی اکبر کو دین سے قریب کرنے کے بجائے اس کو دین سے دور، متوحش، متنفر بنانے اور ان مخالف اسلام دعوتوں اور تحریکوں ...... کا علمبردار بلکہ ان کا رمز و نشان بنانے کی خدمت انجام دینے والے تھے"۔[۶]

"دین الٰہی" کے مضمرات پر The Islamic Concept of Religion and its Revival کے مصنف بھی سیر حاصل روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

> **"He was the king in the seven centuries of Muslim rule who considered islam as an impediment in The way of progress and expansion of the state and tried to remove it under a thought-out plan. He founded a false movement and gathered some cunning and shrewed men around him to launch it ahead............".**

مستند شہادتوں کی روشنی میں "دین الٰہی" کی وضاحت کے بعد جو مسئلہ توضیح طلب ہے وہ یہ ہے کہ کیا فیضی "دین الٰہی" کی الحادی روش کا حامی تھا؟ کیا وہ اس سے متاثر تھا یا کلی طور پر اس روش کے اثرات سے پاک تھا؟ علامہ شبلی نعمانی کا خیال ہے کہ فیضی کی شبیہہ بگاڑنے میں فیضی کے ہمعصر اور دور اکبری کے ایک مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی اور اس کے پیروکاروں کا اہم رول رہا ہے۔ شعرالعجم میں علامہ شبلی لکھتے ہیں:

" ملای نام بردہ (یعنی بدایونی) وتمام پیروان او متفقاً فیضی را ملحد

بدین نوشتہ اند...... لیکن حقیقت اینست کہ این مردم فہم شان قاصر بود از ینکہ پی بمرتبہ و مقام فیضی ببرند و تشخیص دھند کہ او کیست...... دیوان این مرد نمونہ مذہب و خیالات و خاطرات اوست......" ۸ے

علامہ شبلی آگے چل کر زیادہ ہی صراحت کے ساتھ فیضیؔ کو ایک مذہبی شخصیت کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

" این مرد درھر موقع تا آنجا کہ میتوانستہ جنبۂ مذہبی قائم و برقرار داشت........" ۹ے

فیضیؔ کے بارے میں ہندوستان میں فارسی زبان وادب کے ایک بڑے نامور استاد اور محقق ڈاکٹر نبی ہادی کا بھی یہی خیال ہے کہ فیضیؔ کے خلاف جو الزامات اور اتہام ہیں ان کی بنیاد حسد اور عداوت پر ہے۔ ڈاکٹر نبی ہادیؔ اپنے خیال کو درج ذیل عبارت میں پیش کرتا ہے:

"....... شیخ مبارک کے بیٹے ایک شہابی سرعت کے ساتھ اقتدار کی طرف بلند ہوئے اور پورے ماحول پر چھا گئے' دنیا ایسے افراد کو آسانی کے ساتھ برداشت نہیں کرتی ...." ۱۰ے

موصوف آگے لکھتا ہے:

" مفاد پرستی اس صاف گوئی کو کس طرح معاف کردیتی۔ تعصب نے انتقام لینا شروع کیا' حسد کے سینے میں افواہیں' بہتان اور افترا پردازی پرورش پانے لگی۔ نفرت نے انکی اشاعت کی اور عوام کی سادگی نے ان پر اعتبار کیا۔" ۱۱ے

Scanned with CamScanner

فیضی کو جو محقق حضرات فاسد العقیدہ مانتے ہیں ان کی آواز بھی کچھ کم زور نہیں۔ اس طبقہ کے محققین فیضی کو نہ صرف "دین الٰہی" سے منسلک اور متاثر بلکہ اس فتنے کا محرک بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق فیضی ان علماؔ اور عقلا کی صف میں کھڑا ہے۔ جن کی فکری کاوشوں، مصلحت اندیشیوں اور حق پوشیوں سے "دین الٰہی" کو تقویت ملی اور اکبر گمراہ سے گمراہ تر ہوتا گیا۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ کی نظر میں فیضی ملحد تھا اور اکبر کو ملحد بنانے میں فیضی اور فیضی کے ہمفکر علمائؔ اور دانشور ہی ذمہ دار ہیں۔ مولانا ندوی لکھتے ہیں:

"ملا عبدالقادر بدایونی اور اس زمانہ کے وہ تمام لوگ جن کے دل میں اسلام کی حمیت تھی اور عہد اکبری کی اس صورت حال سے سخت مغموم اور بیزار تھے۔ اس بات پر متفق ہیں کہ فیضی بھی اپنے والد کی طرح عقاید میں تزلزل اور ذہنی انتشار میں مبتلا تھا اور اس کا اکبر کو لامذہب و ملحد بنانے میں خاص دخل ہے"۔[۱۲]

پروفیسر ہادی جو فیضی کی مدافعت اور محافظت میں ڈھال کی طرح ہے بھی فیضی کی بے قید زندگی اور آزاد خیالی کا اعتراف کرتا ہے۔ پروفیسر موصوف اپنی کتاب "مغل دربار کے ملک الشعرا" میں لکھتا ہے:

"فیضی بغیر کسی سہارے کے آزادی و بے قیدی کی راہ اختیار کرتا ہے وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ فلسفہ، فنون اور ادبیات کو مذہب کے دائرے سے باہر رکھا جائے۔ اس کے ذہن نے سب سے پہلے ایک ایسی دنیا کا خواب دیکھا جہاں فرد اپنے اندیشے کی پرورش کا بھرپور حق رکھتا ہے اور اپنی ذاتی فکر کی نشوونما کے لیے آزاد ہے"۔[۱۴]

Scanned with CamScanner

فیضی کی شاعری پر جو تنقیدی مواد دستیاب ہے اس میں اس کے فکری رجحان کا عکس واضح صورت میں نہیں ابھرتا ہے۔ فیضی کے آئینہ خانہ شعر میں داخل ہو کر پتہ چلتا ہے کہ اس کا ذہنی اور فکری سفر "دین الٰہی" کی سنگلاخ اور تاریک وادیوں میں بھی ہوتا رہا ہے۔ فیضی کے شعری شواہد اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ اسے "دین الٰہی" کے ساتھ وارفتگی کی حد تک وابستگی تھی۔ جب اکبر نے "امامت" اور اجتہاد کو ہاتھ میں لیا تو پہلا خطبہ فیضی نے ہی لکھا۔ اس خطبے میں فیضی کے چند اشعار منقول ہیں ۔

خداوندے کہ مارا سروری داد
دل دانا و بازوی حیدری داد

....

بود وصفش ز حد فہم برتر
تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر [۲۵]

سٹینلے لین پول اس خطبے کی نوعیت اور اس میں فیضی کے اشعار کی موجودگی کے تعلق سے لکھتا ہے:

His first assumption of the rule of priest-King was unintentionally dramatic. Following the precedents of the Caliphs of old, he stood before the people in the great masque of Fatehpur on Friday in 1580, and began to read the bidding - prayer (Khutbah) into which Faizi had introduced the lines:-

The Lord to me the Kingdom gave,
He made me prudent, strong and brave,
He guided me with right and ruth
Filling my heart with love and truth,
No tongue of man can sum His State
Allahu Akbar ! God is great.

"دین الٰہی" کے حامی ارکان جب آپس میں ملتے تھے تو وہ سلام و دعا کی بجائے "اللہ اکبر" اور "جل جلالہ" کے الفاظ کا استعمال کرتے تھے۔ دین اکبری کے ان پیرکاروں کے سامنے "اللہ اکبر" اور "جل جلالہ" میں اکبر کی بڑائی اور بے ہمتائی کا اعلان اور اعتراف پوشیدہ تھا۔ ENSYCLOPAEDIA OF ISLAM میں اکبر کے پیروکاروں کی اس غیر مسنون رسم پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے:

> **"The brunt of orthodox Muslim criticism of Akbar's age was focussed on its indirect suggestion of extolling the emperor to a status of prophethood, even of divinity in such manifestation as the mutual greetings of his deciples Allahu Akbar and Djalia djalaluhu hinting flatteringly at Akbar's name;................"** ۱۶

فیضی نے "سنہ الٰہی" کے بنیاد گزار اور دربار اکبری کے ایک فعال رکن فتح اللہ شیرازی کی موت پر ایک طویل مرثیہ لکھا ہے۔ یہ مرثیہ فیضی کے فکری میلان کا آئینہ دار ہے۔ فتح اللہ شیرازی نے اکبری فرمائش پر ہجری سنہ کے برعکس سنہ الٰہی یعنی اکبر کے الحادی سنہ کی بنیاد ڈالی۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن اکبر شاہی سنہ کے موجد کی اس تخریب کاری کی شہادت فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

> "........ اپنے نجوم و رمل کے کمالات سے اکبر کے زائچہ کی تصحیح کی
> اکبر کی فرمائش سے ایک نئے سنہ کی داغ بیل ڈالی جس کا نام سنہ الٰہی
> اکبر شاہی قرار پایا" ۱۷

فیضی اس تخریب کار کے مرتبہ علم کو نہ صرف مثالی سمجھتا ہے بلکہ اس کی موت پر سراپا ماتم ہے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:

Scanned with CamScanner

بنای کارگاہ دانش و بینش غلط باشد
اساس بارگاہ ملک و دین از نظام افتد

★

برد دانشوری شد ختم نازم بر خداوندی
کہ در یک ذات پنہاں کرد عالم عالم دانش

★

سخن سنجی کہ بار روح الفاظیں میکرد دمسازی
سبق میبرد از روح الامین در عرش پردازی

★

مباہات از وجود کامل او بود دوران را
بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی

★

شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدۂ پرنم بود
سکندر را شک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد

★

ملا احمد ٹھٹھوی اور حکیم ابوالفتح گیلانی، جو دربار اکبری کے گمراہ اور گمراہ کن علماء میں شامل تھے، پر بھی فیضی نے طویل اور درد انگیز مرثیے رقم کئے ہیں۔ حکیم ابوالفتح گیلانی نبوت وحی اور معجزات کا منکر تھا۔ اسی کی سفارش پر اکبر نے "تاریخ الفی" کی تکمیل کا کام ملا احمد ٹھٹھوی کو سونپ دیا تھا۔ ملا ٹھٹھوی نے جو فکری کثافت اور ذہنی خباثت "تاریخ الفی" میں بھر دی اسی کی بنیاد پر ایک راسخ العقیدہ مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ ملا ٹھٹھوی کے اس قتل

نے فیضی کو ہلا کے رکھ دیا۔ فیضی اپنے صدمے کو اس طرح شعر کی زبان دیتا ہے ؎

بازم از چرخ دشنہ بر جگر است
درد جانکاہ و زخم کارگر است

★

دیدۂ من کہ شد ز گریہ سفید
روز غم را سفیدۂ سحر است

★

بسکہ در راہ فتنہ کردہ کمین
کار مردان راہ در خطر است

★

نالہ خواہم فرو خورم چہ کنم
دشنۂ اضطراب سینہ در است

★

ابوالفتح گیلانی کی موت بھی فیضی کو خون کے آنسوں رلاتی ہے ؎

رنگ بقا و بوی وفا نیست در چمن
زین غم بدل شگاف شگافت خیزران

★

مستدعی اجل بہ نہانخانہ ھای خاک
برد آن یگانہ ھای جہاں رایگان یگان

اسی مرثیہ میں فیضی ابوالفتح گیلانی اور فتح اللہ شیرازی کی موت پر نوحہ کناں نظر

آتا ہے ؎

با ھر دو ھم نشین و با ھر دو ھم نشین
با ھر دو متکلم و با ھر دو ھم زبان
وا حسرتا! کہ رفت فلاطون دوربین
وا عبرتا! کہ مرد ارسطوی کار دان
از فوت ھر دو قادرہ سکندر ھر آنچہ کرد
کرد از برای آن دو شر دیدہ و رھمان

★

منقولہ بالا اشعار سے صاف واضح ہوتا ہے کہ فیضی کے دل میں منکر نبوت، موجد سنّہ اکبر شاہی اور کذب و کتمان میں ماہر مورخ جیسے افراد کے لیے کس درجہ تعظیم و تکریم موجود تھی۔ فیضی ایسے بدشعار عقلاؔ کے ماتم میں نڈھال نظر آتا ہے جو اس حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ ان افراد میں "دینِ الٰہی" کی محبت ایک قدر مشترکہ تھی۔ اسی فکری ہم آہنگی اور وابستگی نے فیضی کو ان کا گرویدہ اور دیوانہ بنا دیا ہے

فیضی کے قصائد میں جہاں اکبر کی بہادری، جود وسخا، رعیت پروری اور جاہ و جلال پر توصیف و ستایش کی جادو بیانی موجود ہے وہاں اکبر کے تعیّن فیضی کا نظریہ بھی ظاہر ہے اس کے قصائد میں بے شمار اشعار ایسے ہیں جو اس کی فکری بے قیدی اور گمراہی کے ٹھوس ثبوت ہیں۔ سواطع الالہام نام کی تفسیر قرآن لکھنے والا فیضی اکبر کی بڑائی اور اس کے اوصاف بیان کرتے وقت الفاظ تراشی اور اصطلاحات سازی میں اپنے قلم سے تیشہ آذر کا کام لیتا ہے۔ فیضی کی اس فکری نہج کی پے گیری کے لیے اس کے قصاید سے چند اشعار کا انتخاب کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

Scanned with CamScanner

نظام کل بیک ہمتش چو داد قضا
بلطف و قہر شدہ آفاق را بشیر و نذیر

★

بظاہر از شرم دھر را تو صاحب و شاہ
بباطن از نگرم خلق را تو مرشد و پیر

★

خدا ز انفس و آفاق برگزید ترا
کہ کس بہ اینہمہ دولت نبود جز تو جدیر

★

تو ناظم عالم و چو واجب
فعل تو نہ باغرض معلل

★

اللہ اکبر است مرا ورد روز و شب
تا نام باسعادت کبریٰ بر آورم

فیضی کبھی اکبر کو اللہ کا محبوب ترین اور برگزیدہ ترین انسان قرار دیتا اور کبھی اکبر کو ہی معبود شمار کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں ؎

نہ باریدی ابری نہ رستی گیا ھی
جہاں را اگر این نبودی جہانبان

★

سری پر ز سجدہ لبی پر ز بوسہ خیال ثنا جو زبان ثنا خوان

خدای عزوجل بر رخت تجلی کرد
کہ قبلۂ من درویش از نبی آنی

★

عبادتیست بروی تو سجدہ بر آوردن
کہ در سجود ادب قبلہ گاہ امید خدا شناسانی

★

سجود بت دگیت بر جہانیان فرضت
درین سخن بنود اختلاف ادیانی

فیضی کے فکری پہلو میں گمرہی بلکہ بے رہی کا رنگ غالب ہے لیکن جہاں تک اس کے فنی پہلو کا تعلق ہے وہ داغ وعیب سے پاک ہے۔ اس کی شاعری سے جوش بیان، سرمستی اور سرشاری چھلک رہی ہے۔ استعارات اور تشبیہات کے انتخاب اور برتاو میں فیضی کی دراکی، نکتہ سنجی اور متانت مضمر ہے۔ اس کی فنکارانہ عظمت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ فیضی کی تمام جہتوں کا احاطہ اور محاکمہ کرنے کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا درکار ہے۔

حوالہ جات

۱. دیوان فیضی با مقابلہ و مقدمہ اداره تحقیقات پاکستان دانشگاه پنجاب لاہور
حسین آہی ص۔۴

۲. شعر العجم جلد سوم مصنف علامہ شبلی نعمانی۔ ص۔۲۶

۳. ہندوستانی مسلمان ایک تاریخی جائزہ اور موجودہ صورت حال کی عکاسی۔
مصنف مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ۔ ص ۔ ۶۱

Scanned with CamScanner

۴۔ رود کوثر مصنف: شیخ محمد اکرام ص ۸۵

۵۔ Ensyclopaedia of Islam Volume-II (P-296)

۶۔ تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم، مصنف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ص ۸۶،۸۵

۷۔ The Islamic Concept of Religion and its Revival (P-186) Abdul Hameed Siddiqi Muhammad Saeed Siddiqi

۸۔ شعر العجم جلد سوم مصنف علامہ شبلی نعمانی ص ۴۳

۹۔ شعر العجم جلد سوم مصنف علامہ شبلی نعمانی ص ۴۶

۱۰۔ مغلوں کے ملک الشعرأ مصنف ڈاکٹر نبی ہادی ص ۱۲۸

۱۱۔ مغلوں کے ملک الشعرأ مصنف ڈاکٹر نبی ہادی ص ۱۳۰

۱۲۔ تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم مصنف سید ابوالحسن علی ندوی ص ۹۸،۹۷

۱۳۔ مغلوں کے ملک الشعرأ مصنف ڈاکٹر نبی ہادی ص ۱۱۹

۱۴۔ مغلوں کے ملک الشعرأ مصنف ڈاکٹر نبی ہادی ص ۱۱۶

۱۵۔ Mediaeval India under the Mohammedan Rule (P-278-279) Stanley Lane Poole

۱۶۔ Ensyclopaedia of Islam Volume-II (P-296)

۱۷۔ بزم تیموریہ مصنف سید صباح الدین عبدالرحمٰن ۔ ص

Scanned with CamScanner

کتابیات

۱۔ بزم تیموریہ مصنف سید صباح الدین عبدالرحمٰن ۔مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڑھ ہند

۲۔ تاریخ دعوت و عزیمت مصنف سید ابوالحسن علی ندوی' مطبوعہ مجلس تحقیقات و
نشریات اسلام ۔ جلد چہارم ۔

۳۔ رود کوثر مصنف شیخ محمد اکرام' مطبوعہ تاج پرنٹرز ۶۹۔ نجف گڑھ روڈ
انڈسٹریل ایریا۔ نئی دہلی

۴۔ شعر العجم جلد سوم مصنف علامہ شبلی نعمانی ۔ مترجم سید محمد تقی فخر داعی گیلانی
تہران ۔ ایران ۔

۵۔ دیوان فیضی با تصحیح و تحقیق ۔ ای۔ ڈی۔ ارشد با مقابلہ و مقدمہ حسین آھی
مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان' دانشگاہ پنجاب ۔ لاہور

۶۔ اکبر اور جہانگیر کے دور کا فارسی ادب (غیر مطبوعہ) مصنف پروفیسر محمد صدیق نیاز مند
کشمیر یونیورسٹی سری نگر ۔

۷۔ مغلوں کے ملک الشعراء مصنف ڈاکٹر نبی ہادی۔ ناشر: شبستان ۲۱۸
شاہ گنج الہ آباد۔ سال اشاعت ۱۹۷۸ء

۸۔ کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ ۔ مصنف پروفیسر عبدالقادر سروری ۔
ناشر: مجلس تحقیقات اردو ۔ کشمیر سری نگر ۱۹۶۸ء

۹۔ Akbar the Great Mogul
By
Vincent A.Smith C.I.E.

Published by
Vinod Publications
IX/3775, Dharam Pura
Gandhi Nagar, Delhi-31

Scanned with CamScanner

The Islamic Concept of Religion and its Revival By Abdul Hameed Siddiqi Mohammad Saeed Siddiqi	Published by Kazi Publications 121-Zulqarnain Chambers,Ganpat Road Lahore, Pakistan	۱۰۔
Mediaevel India under the Mohammadan Rule By Stanley Lane - Poole	Published by Seema Publications C-3/19,RanaPratap-bagh Delhi - 110007.	۱۱۔
Ensyclopaedia of Islam —		۱۲۔

Scanned with CamScanner